103422-خاونداور بیوی کا نفقہ کے متعلق اختلاف

سوال

میں دوبرس سے شادی شدہ ہوں اور میری ایک بچی بھی ہے، میری بنیادی طور پر مشکل بیوی کے ساتھ گھریلواخراجات کے متعلق ہے، میں آپ سے انصاف چاہتا ہوں تاکہ نہ تو بیوی پر ظلم ہواور نہ ہی اپنی جان پر ظلم کا باعث بنوں.

میں ملازم ہوں اور میری تنخواہ (8360) ریال ماہانہ ہے، میری بیوی بھی ملازمت کرتی ہے اور اس کی تنخواہ (1880) ریال ہے، میں نے اپنے آپ سے یہ وعدہ کرر کھا ہے آئندہ مستقبل کے لیے ہر ماہ تین ہزار ریال بچاکر جمع کرتا رہوں گا تاکہ گھر وغیرہ کی تعمیر کرسکیں، اور باقی (5360) ریال گھریلواخراجات میں صرف کرونگا، اوراس میں کچھ بچانے کی کوشش نہیں کرونگا، ہم متوسط قسم کے لوگوں میں شامل ہوتے ہیں، اور گھر اور بچی کے سارے اخراجات میں ہی برداشت کرتا ہوں، بیوی اپنا ذاتی خرچ یعنی اپنا لباس اور تحفے وغیرہ ہی خریدنے کی پابند ہے، لیکن وہ اپنی تنخواہ دو ہفتوں میں ہی اڑادیتی ہے، میں اسے تنخواہ سے زائد رقم دیتا ہوں، حالانکہ اسے اس کی تنخواہ پوری آنی چاہیے، کیونکہ وہ گھریلواخراجات میں کچھ خرچ نہیں کرتی.

بیوی ملازمت کرتی ہے اس سے بچی کی پرورش کے لیے بھی اخراجات اور ملازمہ وغیرہ کی ضرورت ہے، اور بچی پر پانچ سوریال ماہانہ کا خرچ ہوتا ہے، کیا بچی کی پروش کا خرچ میرے ذمہ ہے یا کہ اس کی والدہ اداکریگی؟ اوراگر میرے ذمہ ہے توکیا میرے ذمہ بیوی کو تنخواہ کے علاوہ بھی کچھ دینا واجب ہوگا حالانکہ گھریلواخراجات تو میں ہی برداشت کرتا ہوں؟ بالفرض بیوی ملازمت چھوڑکر گھر بیٹھ جائے تواسے ماہانہ جیب خرچ کتنا ملنا چاہیے، جس میں لباس اور تحفہ جات کا بھی خرچ ہو، یہ علم میں رہے کہ اگر ایسا کیا جائے تو ایک سے چارہزار ریال خرچ کرسکتی ہے، برائے مہربانی اس کا تفصیلی جواب دیں؟

پسندیدہ جواب

اول :

اہل علم کا اتفاق ہے کہ نکاح کے نتیجہ میں بیوی کا نان و نفقہ واجب ہوجاتا ہے، اور یہ نفقہ معروف طریقہ سے کرنا چاہیے اور بیوی کا نان و نفقہ اس حسن سلوک میں شامل ہوتا ہے.جس کا حکم دیتے ہوئے اللہ نے فرمایا :

.{**اوران عورتوں کے ساتھ حسن معاشرت اختیار کرو**}.النساء (19).

اللہ تعالی کا فرمان ہے :

.{**چاہیے کہ مالدار آدمی اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے اور جس کی روزی تنگ ہووہ اللہ کے دیے ہوئے سے خرچ کرے، اللہ تعالی کسی بھی جان کو اتنا ہی مکلف کرتا ہے جسقدراسے دیا ہے**}.الطلاق (7).

ایک دوسرے مقام پر فرمان باری تعالی ہے :

.{**اورجس کا بچہ ہے اس کے ذمہ ان عورتوں کا نان و نفقہ اوران کا لباس ہے اچھے اور معروف طریقہ سے، کسی بھی جان کو اس کی وسعت وطاقت سے زیادہ مکلف نہیں کیا جائیگا**}.البقرۃ (233).

اہل و عیال پر خرچ کرنے والے کو اللہ سبحانہ و تعالی کے ہاں بہت زیادہ اجر عظیم حاصل ہوگا کیونکہ اس نے اپنی بیوی اور اولاد کی دیکھ بھال کی اور ان کی ضروریات پوری کیں اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کیا۔

مزید آپ سوال نمبر (22063) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

دوم :

بیوی پر اپنے خاوند کی اطاعت کرنا اور گھریلو کام کاج کا خیال اور بچوں کی دیکھ بھال اور تربیت کرنا واجب ہے، اور یہ اشیاء اس پر خاوند کے حقوق میں شامل ہوتی ہیں، اس لیے ان حقوق کی بہتر طریقہ سے ادائیگی کرنا واجب ہے.

اگر بیوی گھر سے باہر جا کر ملازمت اور کام کرتی ہو اور اس کے نتیجہ میں خاوند کے ان حقوق میں خلل پیدا ہو تو اس کے نتیجہ میں درج ذیل شرعی امور منتج ہونگے :

اگر بیوی نے عقد نکاح میں ملازمت جاری رکھنے یا ملازمت کرنے کی شرط رکھی اور خاوند نے عقد نکاح کے وقت اسے قبول کر لیا تھا تو پھر نکاح کے بعد بیوی کا ملازمت کے لیے جانا صحیح ہے اس میں کوئی حرج نہیں، اور ملازمت سے حاصل ہونے والی تنخواہ اور مال بیوی کا خاص ملکیتی حق ہے، خاوند اپنی بیوی کی رضامندی اور خوشی کے بغیر تنخواہ میں سے کچھ بھی نہیں لے سکتا، اور بیوی کو اپنی تنخواہ مرضی کے مطابق خرچ کرنے کا حق حاصل ہے، اس کی تفصیل سوال نمبر (4037) اور (21684) کے جوابات میں بیان ہو چکی ہے.

لیکن اس صورت میں بھی بیوی کا نان و نفقہ اور اخراجات خاوند کے ذمہ واجب ہوگا، وہ بیوی کے کھانے پینے اور لباس و رہائش مہیا کرنے کا پابند ہے، جب اس نے عقد نکاح کے وقت ملازمت کی شرط قبول کی اور شادی کے بعد بیوی کی ملازمت پر راضی ہوا تھا تو اسے ادراک تھا کہ بیوی کے ملازمت پر جانے کے اوقات میں اسے بچوں کی دیکھ بھال اور تربیت کے لیے کسی آیا کی ضرورت ہوگی، اور اس کے نتیجہ میں اسے مزید اخراجات کا سامنا کرنا پڑیگا، اور پھر مسلمان تو اپنی شرطوں پر قائم رہتے ہیں.

لیکن اگر بیوی نے عقد نکاح کے وقت ملازمت کی شرط نہیں رکھی تھی تو پھر خاوند اسے گھر سے باہر جانے سے روک سکتا ہے، اور بیوی کو اپنے خاوند کے اس فیصلہ کو رد کرنے کا حق نہیں.

اور اگر تو اس سے انکار کرتی ہے تو وہ نافرمان اور نشز کہلائیگی، اس صورت میں بیوی کا نان و نفقہ ساقط ہو جائیگا، اور خاوند کو یہ حق بھی حاصل ہے کہ اگر وہ ملازمت کرنا چاہتی ہے تو بچوں کی دیکھ بھال اور پرورش کے اخراجات اٹھائیگی، یا پھر گھریلو اخراجات میں خاوند کی معاونت کریگی، یا پھر وہ اپنی تنخواہ سے اپنے اخراجات برداشت کریگی، شرط کے بعد اگر وہ ملازمت کے لیے جانا چاہے تو اسے اس شرط پر پورا اترنا ہوگا.

بحر الرائق میں درج ہے :

"خاوند اپنی کام کرنے اور دھلائی وغیرہ کا کام کرنے والی بیوی کو کام سے روک سکتا ہے؛ کیونکہ بیوی کے گھر سے باہر جانے میں خاوند کو ضرر ہے، بلکہ وہ بیوی کو ہر قسم کی آمدنی والے کام سے منع کر سکتا ہے؛ اس لیے خاوند کے ذمہ بیوی کے اخراجات ہونے کی بنا پر بیوی آمدنی سے مستغنی ہے" انتہی مختصرا

دیکھیں : البحر الرائق (212/4).

سوم :

رہا نان ونفقہ کی مقدار کے متعلق تو اس میں "کفائت" یعنی کافی ہونے کا اصول ہے، اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو سفیان رضی اللہ تعالی عنہ کی بیوی ہند رضی اللہ تعالی عنہا کو یہ فرمانا ہے کہ:

"تم بہتر طریقہ سے اتنا کچھ لے لیا کرو جو تمہیں اور تمہارے بچے کو کافی ہو"

صحیح بخاری حدیث نمبر (5364) صحیح مسلم حدیث نمبر (1714).

لیکن اس میں خاوند کی حالت کا خیال رکھا جائيگا کہ آیا وہ غریب وفقیر ہے یا غنی ومالدار، اس لیے کہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے:

{وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے، اور جس پر اس کا رزق تنگ کر دیا گیا ہو تو وہ اس میں سے خرچ کرے جو اللہ تعالی نے اسے عطا کیا ہے، اللہ تعالی کسی بھی جان کو اس کی استطاعت سے زیادہ مکلف نہیں کرتا، عنقریب تنگی کے بعد اللہ سبحانہ وتعالی آسانی پیدا کر دیگا} الطلاق (7).

مزید آپ الموسوعۃ الفقھیۃ (39/41) کا مطالعہ بھی کریں.

اور یہ کفائت ایک علاقے اور ملک وشہر اور وقت کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے، لیکن اس کو مکمل مقرر کرنے کے لیے تجربہ کار اور متوسط طبقہ سے رجوع کیا جائيگا، اور اگر خاوند و بیوی اس میں اختلاف کریں تو انہیں قاضی سے فیصلہ کرانا چاہیے تا کہ وہ ضرورت پورا کرنے کے لیے ان میں ایک حد مقرر کر سکے.

اور کفائت میں معتبر چیز کھانا پینا اور لباس کے ساتھ علاج معالجہ بھی شامل ہے، اس کے علاوہ باقی دوسرے زائد اخراجات اور تحفہ جات وغیرہ شامل نہیں ہونگے، یا تو خاوند اور بیوی دونوں ایک معین مبلغ پر متفق ہو جائیں، یا پھر وہ اپنا معاملہ قاضی کی عدالت میں پیش کریں تا کہ وہ جو مناسب سمجھے مقرر کر دے.

لیکن ہم آپ کو یہی ترغیب دلائیں گے اور یہی نصیحت کریں گے کہ آپ معاملات کو بہتر طریقہ سے ہینڈل کریں اور درگزر سے کام لیتے ہوئے ایک ایک ریال کا حساب مت کرنا شروع کر دیں، بلکہ سخاوت آپ کا طریقہ اور اخلاق ہونا چاہیے، کیونکہ آپ اپنے سب سے قریب تر جو آپ کے اہل وعیال ہیں پر خرچ کر رہے ہیں، اس لیے آپ مال وافر کرنے کے لیے ان پر تنگی کا باعث نہ بن جائیں، یا پھر کہیں یہ چیز آپ کے اور ان کے درمیان مخالفت کا سبب نہ ہو.

کیونکہ گھر کی سعادت وخوشی تو مجھول مستقبل کو محفوظ کرنے سے بہتر واولی ہے، اور ہو سکتا ہے جب آپ بیوی کی عزت وتکریم کرتے ہوئے اس سے درگزر کریں اور اس کی محبت اپنے اندر پیدا کریں تو اس کے نتیجہ میں بطور احسان وہ بھی احسان کرے، اور اس طرح آپ کے گھر کی سعادت وخوشبختی لوٹ آئے، اور گھریلو اخراجات میں مدد ومعاون ہو جائے.

مزید آپ سوال نمبر (3054) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم.